

## 245- منظر حدیث والد کے ساتھ حسن سلوک کرنا

### سوال

میں ایک بے دین خاندان میں زندگی بسر کر رہا ہوں جو میرے ساتھ مذاق کرتا اور مجھ پر ظلم کرتا ہے، الحمد للہ میں دین پر عمل پیرا ہوں، میرے والد صاحب کا اعتقاد ہے کہ وہ احادیث جو قرآن مجید میں پائے جانے والے امور کی شرح کرتی ہیں مثلاً نمازوں وغیرہ ان پر عمل کرنا واجب ہے، اور جو امور قرآن مجید میں نہیں مثلاً جبکی عورت سے مصافحہ کرنا ان احادیث پر عمل کرنا واجب نہیں۔

اس کے علاوہ بھی والد صاحب کے کئی ایک اعتقادات ہیں، مجھے علم ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے، کیا میرے لیے اپنے والد کے پیچے نماز ادا کرنا جائز ہے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو کیا میں یہ ظاہر کر سکتا ہوں کہ میں اس کے پیچے نماز ادا کروں اور بعد میں نمازوں کا تک والد نا راض نہ ہوں؟

### پسندیدہ جواب

سائل بھائی جس حالت میں زندگی بسر کر رہا ہے وہ بالفعل ایک مشکل حالت ہے، کسی مومن شخص کے لیے باپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا آسان کام نہیں جو ضلالت و گمراہی میں پڑا ہوا ہو، اور وہ صحیح منہج اہل سنت والجماعت کا مسلک کا اختیار نہ کرے بلکہ کسی اور مسلک پر عمل پیرا ہو لیکن مسلمان کو اس طرح کے والد کے متعلق صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اجر و ثواب کی نیت رکھنی چاہیے، اور اسے وعظ و نصیحت کرنے میں نرمی اور بصیرت سے کام لینا چاہیے، اور اسیے وسائل بروائے کار لائے جس سے والد کو یہ محسوس نہ ہو کہ بیٹا اس کے خلاف ہے، اور نہ ہی اس کے ساتھ بے رخنی اور قطع تعلقی سے کام لے، بلکہ اس سے والد یہ محسوس کرے کہ یہ اس بیٹے کی جانب سے نصیحت ہے جو والد کا ادب و احترام کرنا جانتا ہے، اور والد کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے بیٹے کی نصیحت ہے، اور اس کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آنے والا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے والد کو تبلیغ کے وقت ہوا تھا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَأَرَسَ كِتَابٍ مِّنْ أَنْبَيْمِنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَاتِبُهُ يَسَانُ كَرِيمٌ، بِيَكِيرٍ وَهُدًى بُرْزَى سُچَانِي وَالْمُجَنِّبِ نَبِيٍّ تَحْتَهُ﴾۔

﴿جَبَّکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان! آپ ان کی پوچھا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ تو سنتے ہیں نہ دیکھتے؟ نہ آپ کو کچھ فلغہ اور فانہ دے سکیں؟﴾۔

﴿میرے مہربان ابا جان! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی راہنمائی کرو نگاہ﴾۔

﴿میرے پیارے ابا جان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آ جائیں شیطان تور حم و کرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے﴾۔

﴿ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الہی نہ آپ سے کہ آپ شیطان کے ساتھ بن جائیں﴾۔

﴿اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے مسجدوں سے روگردانی کر رہا ہے، سن لوگ تو باز نہ آیا تو میں تجھے متقرون سے مار مار کر ہلاک کر ڈالوں گا، جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہو﴾۔

﴿اس نے کہا اچھا تم پر سلامتی ہو، میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے﴾۔ مرمیم (41-47)۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے میرے اباجان کی رقین اور نرم پکار لگاتے ہوئے اے میرے اباجان کے الفاظ کئے، انہوں نے یہ نہیں فرمایا: میں عالم ہوں اور آپ جاہل ہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔

اور اپنے والد پر اپنی شفقت اور نرمی اور اس کی سلامتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

اے میرے اباجان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کو اللہ رحمن کی جانب سے عذاب الہی نہ ہیج جائے، اور جب ان کے والد نے انکار کر دیا اور رجم کرنے کی دھمکی دی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا بلکہ یہ بھی پورے ادب و احترام سے کہا کہ آپ پر سلامتی ہو، اور اس کے ساتھ دعا لئے استغفار کا وعدہ کیا۔

چنانچہ ہمارے نیک و صالح بیٹوں کی جانب سے اپنے گمراہ بپول کو اسی طرح کی دعوت ہونی چاہیے۔

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ سنت و حدیث کا انکار یا اس میں سے کسی چیز کا انکار کرنا بہت ہی خطرناک مسئلہ ہے اس موضوع کی تفصیل ہم کسی اور جگہ پر کر گیں لیکن ہم انصار کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ:

اگر آپ کے والد کی بدعت اسے دین اسلام سے ہی نکال دے مثلاً بالکل حدیث کا انکار کرنا، اور اس پر حجت بھی فائم ہو چکی ہو، اس کے باوجود وہ حق ماننے سے انکار کر دے تو پھر اس کے کفر کی بنی اسرائیل کی نماز صحیح نہیں۔

لیکن اگر اس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچتی مثلاً وہ کسی حدیث کے حکم پر عمل نہیں کرتا کی وہ تابی کی بنی اسرائیل کی نماز ادا کرنا جائز ہے، تو اس وقت آپ کی نماز صحیح ہو گی۔ واللہ اعلم

اضافہ:

اس سوال کے متعلق ہمیں شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے درج ذیل کلمات ملے:

بعض اوقات انکار تاویل ہوتا ہے، اور بعض اوقات انکار رحمد، چنانچہ اگر انکار رحمد ہو یعنی وہ یہ کہ: جی ہاں مجھے علم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے، لیکن میں اسے نہیں مانتا، اور نہ ہی قبول کرتا ہوں، اگر تو یہاں ہو تو وہ کافر اور اسلام سے مرتد ہے، اور اس کے پیچے نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

اور اگر اس کا انکار انکار تاویل ہو تو پھر دیکھا جائیگا کہ اگر تو اس کی تاویل اس کی محتمل ہو جو لغت جائز کرتی ہے، اور مصادر شریعت اور اس کے موارد جانتے میں تو یہ شخص کا رنہیں ہو گا، بلکہ یہ بد عقیوں میں شامل ہوتا ہے، اگر اس کا قول بد عقی ہو تو اس کے پیچے نماز ادا کی جائیگی لیکن اگر اس کے پیچے نماز رک کرنے میں کوئی مصلحت ہو کہ وہ اپنی بدعت سے باز آجائے اور معاملات میں دوبارہ سوچ و بچار کرے گا تو اس کے پیچے نماز ادا نہ کی جائے۔

اس بآپ کی حالت یہ ہے کہ وہ بعض احادیث جو قرآن مجید کے موافق اور اس کی شرح میں کا اقرار کرتا ہے، لیکن اسی وقت وہ دوسری قسم کا انکار کرتا ہے جو قرآن مجید سے زائد ہے، اس طرح کا عمل عظیم بدعت میں شامل ہوتا ہے، جس پر شارع نے وعید سنائی ہے، یہاں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"تم میں کوئی ایک کسی اور اپنی مسند پر سہارا لگائے ہوئے پائیگا..... الحدیث"

یہ بہت بڑی بدعت ہے ایسی بدعت کے مرتبہ شخص کے متعلق خدشہ ہے۔

والله اعلم.